

## شُرکِ اصغر کیا ہے؟

(ریاء اور دکھاوا)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطْرًا أَوْ رِجَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ (الانفال: 48)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو اپنے گھروں سے اترتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کی خاطر نکلے اور وہ اللہ کی راہ سے روک رہے تھے اور اللہ اسے گھیرے میں لئے ہوئے تھا جو وہ کرتے تھے۔

پسند آتی ہے اس کو خاکساری  
تذلل ہی رہے درگاہ باری  
عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ  
کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ  
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے  
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

سامعین! مجھے آج شرکِ اصغر پر کچھ کہنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ مجھے تم پر سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ شرکِ اصغر ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”ریاء اور دکھاوا“۔ قیامت کے دن جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ جن لوگوں کے لئے تم دنیا میں دکھاوا کرتے تھے۔ انہی کے پاس جاؤ اور دیکھو! کیا تمہیں ان کے پاس بدلہ ملتا ہے۔ اب بخشش مانگتی ہے تو ان سے مانگو۔ پھر دیکھو! تمہیں کیا ملتا ہے۔

(مسند الامام بن حنبل جلد 7 صفحہ 799 حدیث 24030)

شرکِ اصغر میں لفظ ”شرک“ اس لحاظ سے قابلِ تشریح ہے کہ شرک کو اللہ تعالیٰ نے ایسا گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے جو کبھی معاف نہیں ہوگا۔ شرک، اللہ تعالیٰ کے مقابل پر کوئی اور معبود بنانا ہے۔ یہ ظاہری بھی ہو سکتا ہے جیسے بعض مسلمان پیروں، فقیروں اور قبروں پر حاضر ہو کر منت مانگی اور ان سے اپنی مرادیں مانگتی ہیں۔ جبکہ ایک شرکِ باطنی ہوتا ہے جسے شرکِ خفی بھی کہتے ہیں۔ اوپر حدیث میں بیان ”ریاء اور دکھاوا“ شرکِ خفی ہی میں شامل ہے۔

شرکِ اصغر میں دوسرا لفظ ”اصغر“ قابلِ غور ہے۔ اس کے معانی ہیں سب سے چھوٹا۔ یہ صغر سے مشتق ہے اور اسی مادہ سے ”صغیر“ نام بنا ہے جس کے معانی چھوٹے کے ہیں۔ اصغر بروزن افعال ہے جس کے معانی سب سے چھوٹے کے ہیں۔ جیسے ایک فیملی میں پانچ بھائی ہیں تو پانچویں نمبر والے کو اصغر اور پہلے والے کو اکبر بولیں گے۔ ہم جو اللہ کے ساتھ اکبر لگا کر اللہ اکبر بولتے ہیں تو اس کے معانی ہوتے ہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم سے خطاب فرمایا کہ شرک سے بچو۔ یہ چیونٹی کے نقش پا سے بھی باریک تر ہے یعنی چیونٹی کا جو پاؤں ہے اُس سے بھی باریک ہے یہ شرک۔ تو کہنے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم اس سے کیسے بچیں۔ جبکہ وہ چیونٹی کے نقش پا سے بھی باریک تر ہے؟ آپ نے فرمایا تم یہ دعا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ تُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَعْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهُ اے اللہ! ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اس بات سے کہ تیرے ساتھ جانتے بوجھتے ہوئے کسی کو شریک ٹھہرائیں اور لاعلمی میں بھی ایسا کرنے سے ہم تجھ سے بخشش کے طلبگار ہیں“

(خطبہ جمعہ 27 مارچ 2026ء)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاکاری کے حوالہ سے بہت جگہ پر مسلمانوں کے لئے تعلیم بیان فرمائی ہے۔ بلکہ اسے شرک اصغر، قرار دیا جیسا کہ ہم اوپر سُن آئے ہیں۔ ایک موقع پر اسے شرک السرائر یعنی مخفی شرک قرار دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! شرک خفی سے بچو۔ صحابہؓ نے شرک خفی کی تشریح چاہی تو آپ نے فرمایا ایک شخص سنوار کر نماز پڑھتا ہے اور اس کی خواہش و کوشش یہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے اس طرح نماز پڑھتے دیکھیں اور بزرگ سمجھیں۔ یہی دکھاوے کی خواہش شرک خفی ہے۔

(حدیقتہ الصالحین از ملک سیف الرحمن مرحوم صفحہ 833)

ایک اور روایت میں ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے بارے میں شرک کا خوف ظاہر فرمایا۔ صحابہؓ نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ کے بعد آپ کی اُمت شرک میں مبتلا ہو جائے گی؟ تو آپ نے فرمایا وہ لوگ چاند و سورج اور بتوں کی پرستش نہیں کریں گے مگر ریاکاری کریں گے یعنی لوگوں کو دکھاوے کے لئے کام کریں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الزہد باب الریا والسعہ)

ریاکاری کے لفظی معنی دکھاوے، تصنع، دھوکے، مکاری، فریب اور جھوٹ کے ہیں۔ یعنی جو کچھ آپ ظاہری طور پر نظر آتے ہیں وہ اصل میں ہیں نہیں۔ بظاہر نظر آنے والے اعمال خود کو لوگوں میں اچھا دکھانے کے لیے ہیں۔ بعض لوگوں میں یہ تصنع اور بناوٹ ان کی عادت بن جاتی ہے جو انہیں آہستہ آہستہ مشکلات کا شکار کر دیتی ہے۔ لوگوں کو دکھانے کی خاطر بڑے بڑے صدقات دینا پھر اُن کا ذکر کرنا، نمازوں میں لمبے لمبے سجدے کرنا کہ لوگ انہیں دیکھیں۔ اپنی دعاؤں کا بڑھ چڑھ کر ذکر کرنا، کئی حج اور عمرے کرنا، لوگوں کی مدد کر کے پھر ان پر احسان جتانالوگوں کے سامنے اس مدد کا ذکر کرنا وغیرہ یہ سب تصنع اور ریاکاری کے ذمہ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهُ قَرِيْنًا فَسَاءَ قَرِيْنًا (النساء: 39)

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے اموال لوگوں کے سامنے دکھاوے کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ یوم آخر پر۔ اور وہ جس کا شیطان ساتھی ہو تو وہ بہت ہی بُرا ساتھی ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۗ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوٰنٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَتْهُ وَاِبٰلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۗ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ: 265)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر یا اذیت دے کر ضائع نہ کیا کرو۔ اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کی خاطر خرچ کرتا ہے اور نہ تو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ یوم آخر پر۔ پس اس کی مثال ایک ایسی چٹان کی طرح ہے جس پر مٹی (کی تہ) ہو۔ پھر اس پر موسلا دھار بارش برسے تو اسے چٹیل چھوڑ جائے۔ جو کچھ وہ کماتے ہیں اس میں سے کسی چیز پر وہ کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ اِبْتِغَاءَ مَرْضٰتِ اللّٰهِ وَتَشْبِيْهًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَاِبٰلٌ فَاتَتْهَا اُكْهٰهَا ضَعْفٰلِيْنَ ۗ فَاِنَّ لَمْ يُلَيْسْ بِهَا وَاِبٰلٌ فَطَلَّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (البقرہ: 266)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں، ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اُسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے، اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔  
 سامعین! مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک طرف احسان کر کے جانے والے کی مثال ایک ایسی چٹان سے دی ہے جو بارش کے بعد بھی چٹیل رہ جاتی ہے اور دوسری آیت میں کسی کی مدد کرنے والے کی مثال ایک ایسے باغ سے دی ہے جو بارش کے بعد بڑھ چڑھ کر اپنا پھل دیتا ہے۔ ریاکار ہمیشہ اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ وہ نیک عمل خدا کی خاطر انجام نہیں دے رہا بلکہ اسے دوسروں سے اس بات کی توقع ہے کہ وہ اس کے کام دیکھ کر اس کی تعریف کریں گے دوسرے اس کا اجر سے دیں گے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر اس کا یقین نہیں کہ وہی ہے جو تمام اعمال کی جزا و سزا کا مالک ہے۔

اس مضمون کی مزید وضاحت ہمیں اوپر بیان ہونے والی اُس حدیث سے ملتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا اور دکھاوے کو شرکِ اصغر قرار دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن جب لوگوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو ”ریاء اور دکھاوا“ کرنے والے لوگوں کو کہا جائے گا کہ تم دُنیا میں جن لوگوں کے لئے دکھاوا کرتے تھے۔ اُنہی کے پاس چلے جاؤ اور اُن سے اپنے اس غیر اسلامی عمل کا بدلہ چاہو۔ اب بخشش مانگی ہے تو اُن سے مانگو۔ پھر دیکھو! تمہیں اُن سے کیا ملتا ہے۔ تو گویا خدا تعالیٰ بھی اُن سے ہاتھ کھینچ لے گا۔

**تصیح اور ریاکاری ایک طرح کا جھوٹ ہے اور شرکِ خفی یعنی چھپا ہوا شرک ہے۔**

سامعین! گویا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاکاری کو آخری زمانہ کی علامات میں سے ایک علامت قرار دیا ہے جس کی اصلاح کے لئے مہدی و مسیح نے آنا تھا۔ آج ہم سرعام اس بیماری کو مسلمانوں کے بعض طبقات میں دیکھتے ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلے ایسے لوگوں کے حج کے عمل کو پیش کر سکتے ہیں جو صرف دکھاوے کے لئے اس لئے حج کرتے ہیں کہ حاجی یا الحاج کہلو کر اپنے کاروبار چکائیں۔ لوگ ارد گرد کی دوسری دکانیں چھوڑ کر حاجی صاحب کی دکان پر اس لئے آئیں کہ یہ دیانت دار ہوں گے۔ خواہ یہ حاجی کے لیبل تلے بے ایمانی ہی کرتے ہوں۔

آج کل عمرہ پر گئے بعض لوگ واٹس ایپ پر میسجز کر کے دکھاوا کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ یہ موقع دعاؤں کا موقع ہوتا ہے۔ عمرہ یا حج کر کے لوگوں کو بتاتے پھرتے ہیں کہ یہ میرا ساتواں عمرہ یا حج ہے۔ یہی کیفیت عید کے روز قربانی کے جانوروں کے دکھاوے میں ہوتی ہے حالانکہ اللہ نے واضح فرما دیا ہے کہ خدا تک خون نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔

بعض لوگ اپنے ماتھے پر گرم دھات کے آلہ سے محراب بنواتے ہیں تالوگ انہیں نمازی، پرہیزگار کہیں۔ بعض لوگ آستانے بنا لیتے ہیں، صوفی پن کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنے بیڈرومز میں جائے نماز یا مصلہ بچھائے رکھ کر اپنی پرہیزگاری کا تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ نمازوں کو لوگوں کی موجودگی میں لمبا کرنا، سجدے لمبے کرنا یہ عُجَب، ریاکاری کے زُمرے میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے نمازیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ سورۃ الماعون میں ہے۔

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۗ الَّذِيْنَ هُمْ يُرْءَوْْنَ (الماعون: 5-7)

ترجمہ: پس اُن نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

بعض لوگ باقاعدگی سے نماز کا اہتمام نہیں کرتے لیکن جب کہیں لوگ اکٹھے ہوں تو وہاں سب کو دکھانے کے لیے نماز پڑھ لیتے ہیں تو یہ بھی دکھاوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسی نماز پڑھنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی، تو معلوم کرنا چاہیے کہ تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں۔ جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ تقویٰ تمام جو ارح انسانی اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے ہیں۔ نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے۔ کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا؛ حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس منکبر دنیا دار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھا لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تم تو بہت ہی قابل رحم ہو۔ ان تین فقروں میں تو نے اپنے تین ہی ججوں کا ستیاناس کر دیا۔ تیرا مطلب اس امر سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے۔ کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی، بیہودہ، بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 280)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس سلسلہ میں خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملوثی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں مگر انہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہر یلا ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 83 ایڈیشن 1988ء)

پھر آپ نے فرمایا:

”جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو۔ خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 301)

پھر ایک اور موقع پر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں کہ جب ایک ذرہ بھی فساد نہ ہو۔ یاد رکھو! انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں۔ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لیے ایک عمل کرتا ہے)، عُجْب، (ایک عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں۔ ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجْب، ریا، تکبر اور حقوق انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ جیسے آخرت میں عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 274-275 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”مولویوں کی طرف دیکھو کہ دوسروں کو وعظ کرتے اور آپ کچھ عمل نہیں کرتے۔ اسی لئے اب اُن کا کسی قسم کا اعتبار نہیں رہا ہے۔ ایک مولوی کا ذکر ہے کہ وہ وعظ کر رہا تھا۔ سامعین میں اس کی بیوی بھی موجود تھی۔ صدقہ و خیرات اور مغفرت کا وعظ اس نے کیا۔ اس سے متاثر ہو کر ایک عورت نے پاؤں سے ایک پازیب اتار کر واعظ صاحب کو دے دی جس پر واعظ صاحب نے کہا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں دوزخ میں چلے؟ یہ سن کر اس نے دوسری بھی دے دی۔ جب گھر میں آئے تو بیوی نے بھی اس وعظ پر عملدرآمد چاہا کہ محتاج کو کچھ دے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ باتیں سنانے کی ہوتی ہیں کرنے کی نہیں ہوتیں اور کہا کہ اگر ایسا کام ہم نہ کریں تو گزارہ نہیں ہوتا انہی کے متعلق یہ ضرب المثل ہے۔“

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر مے کنند

چوں بخلوت مے روند آں کارِ دیگر مے کنند“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 230۔ ایڈیشن 2003ء)

یعنی وعظ کرنے والے جو کچھ محراب و منبر پر بتاتے ہیں جب تنہائی میں جاتے ہیں تو اس کام کے برخلاف کرتے ہیں۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”خود انسان کو اگر وہ حقیقت پسند بن کے اپنا جائزہ لے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ کام جو وہ کر رہا ہے یہ دنیا دکھاوے کے لئے ہے یا خدا تعالیٰ کی خاطر؟ اگر انسان کو یہ پتہ ہو کہ میرا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہئے اور ہو گا تو تبھی مجھے ثواب بھی ملے گا تو تبھی وہ نیک اعمال کی طرف کوشش کرتا ہے۔ تبھی وہ اس جستجو میں رہے گا کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی تلاش کروں اور اُن پر عمل کروں اور جب یہ ہو گا تو پھر نہ ریا پیدا ہوگی نہ دوسری برائیاں پیدا ہوں گی۔“

(خطبات مسرور جلد 10 صفحہ 205)

شُرک کی جب بات ہو تو یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے تمام گناہ اور بدیاں معاف کر دیتا ہے ماسوائے شرک کے۔ شرک مخفی ایک ایسا شرک ہے کہ جو انسان اس مخفی شرک میں مبتلا ہوتا ہے وہ متکبر بن جاتا ہے اور اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگتا ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو خدا کے مقابل پر لا کھڑا کرے تو یہ شرک ناقابل معافی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محض شہرت کی خاطر کوئی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس رنگ میں شہرت دے گا کہ آخر کار اس کے عیب لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ ان میں وہ رسوا اور بدنام ہو جائے گا اور جو شخص ریاکاری سے کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کی ریاکاری سب پر ظاہر کر دے گا۔

(بخاری کتاب الرقاق باب الریاء والسعہ)

اس ریاکاری میں تعریف، ستائش، عُجب پسندی، دکھاوا بھی آجاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑچھوڑ کر تہبند باندھ کر دکھاوے کو ناپسند فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا اِنَّ اللّٰهَ جَبِيْنٌ حَبِيْبٌ اَلْحَبَالُ کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال یعنی خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ اس ضمن میں صاف ستھرے کپڑے پہننا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ظاہر کرنا عُجب پسندی میں نہیں آتا۔ اس کو شکر خداوندی کے زمرے میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، جوتی اچھی ہو اور خوبصورت لگے۔ آپ نے فرمایا: یہ تکبر نہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے، یعنی خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرنے لگے، لوگوں کو ذلیل سمجھے، ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحريم الكبر وبيانہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اصل میں تو نیت مراد ہے۔ اب دیکھیں کہ آج کل بھی شادی بیاہوں میں صرف ایک دو دفعہ پہننے کے لئے دلہن کے لئے یاد دلہا کے لئے بھی اور رشتہ داروں کے لئے بھی کتنے مہنگے جوڑے بنوائے جاتے ہیں جو ہزاروں میں بلکہ لاکھوں میں چلے جاتے ہیں، صرف دکھانے کے لئے کہ ہمارے جہیز میں اتنے مہنگے مہنگے جوڑے ہیں یا اتنے قیمتی جوڑے ہیں یا ہم نے اتنا قیمتی جوڑا پہنا ہوا ہے۔ صرف فخر اور دکھاوا ہوتا ہے..... پھر فیشن کے پیچھے چل کر دکھاوے اور فخر کے اظہار کی رو میں بہہ کر قرآن کریم کے اس حکم کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں کہ اپنی زینتوں کو چھپاؤ..... اسی طرح مرد بھی اگر دکھاوے کے طور پر کپڑے پہنتے ہیں، لباس پہن رہے ہیں تو وہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ صاف ستھرا اچھا لباس پہننا منع نہیں۔ اس سوچ کے ساتھ یہ لباس پہننا منع ہے کہ اس میں فخر کا اظہار ہوتا ہو، دکھاوا ہوتا ہو۔“

(خطبہ جمعہ 2/ جنوری 2004ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہماری ایمانی حالت کیا ہے؟ کیا ہم میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت ہے؟ کیا ہم تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے ہیں؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ سے ہر چیز سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل فرمانبرداری کرنے والے ہیں؟ اور پھر ساتھ ہی ہماری نظر اپنے عمل کی طرف پھرنے والی ہونی چاہیے کہ کیا ہمارا ہر عمل اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ہے؟ ہمارے عمل کہیں دکھاوے کے عمل تو نہیں؟ ہماری نمازیں کہیں دکھاوے کی نمازیں تو نہیں؟ ہمارا مال خرچ کرنا، زکوٰۃ دینا کہیں دکھاوا تو نہیں؟ ہمارے روزے کہیں دکھاوے کے روزے تو نہیں؟ ہمارے حج صرف حاجی کہلانے کے لیے تو نہیں؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل فرمانبرداری تو تب ہوگی، دلی سکون اور امن تو تب ملے گا جب ہمارا ہر عمل صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے ہو گا اور تبھی وہ معاشرہ خلافت کے زیر سایہ قائم ہو گا جب ہمارا ہر عمل حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے والا ہو گا۔ پس صرف زبانی باتیں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھنا ہو گا کہ وہ ایمان لانے والے اس سے فیض اٹھائیں گے جن کے عمل صالح ہوں گے۔“

(خطبہ جمعہ 28/ مئی 2021ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ریاکاری جیسی لعنت اور جنت سے دور کرنے والی اس بدی سے دور رہنے کی توفیق دیتا ہے۔ آمین

